ساتواں دن

آیات:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللہ

نَوَیْتُ سُنَّتَ الْاِعْتِکَاف (ترجمہ: میں نے سنّتِ اعتکاف کی نیت کی)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! قریب قریب آکر درس کی تعظیم کی نیّت سے ہوسکے تو دوزانو بیٹھ جایئے اگر تھک جائیں تو جسطرح آپ کو آسانی ہو اُسی طرح بیٹھ کر نگاھیں نیچی کیے توجُّہ کے ساتھ فیضانِ سُنَّت کا دَرس سنئے کہ لاپرواھی کے ساتھ اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے، زمین پر اُنگلی سے کھیلتے ہوئے، لباس بدن یا بالوں وغیرہ کو سَہلاتے ہوئے سُننے سے اسکی بَرَکتیں زائل ہونیکا اندیشہ ہے۔

عاشقِ اعلیٰ حضرت ،امیرِ اَہلسنّت بانیِ دعوتِ اسلامی ،حضرت علامہ مولانا ابو بلال

محمد الیاس عطّار قادِری رَضَوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے ضیائے دُرود وسلام میں فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نقل فرماتے ہیں: ''جس نے مجھ پر سو مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نِفاق اور جہنَّم کی آگ سے آزاد ہے اور اُسے بروزِ قیامت شُہَداء کے ساتھ رکھے گا۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۲۵۳ رقم الحدیث ۱۷۲۹۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّیْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ز وَاٰتَیْنَا عِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ط اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ج فَفَرِیْقًا كَذَّبْتُمْ ز وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ٥

ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک ہم نے موسٰی کو کتاب عطا کی اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے اور ہم نے عیسٰی بن مریم کو کھلی نشانیاں عطا فرمائیں اور پاک روح سے اس کی مدد کی تو کیا جب تمہارے پاس کوئی رسول وہ لے کر آئے جو تمہارے نفس کی خواہش نہیں تکبر کرتے ہو تو ان میں ایک گروہ کو تم جھٹلاتے اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہو۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور بے شک ہم نے موسٰی کو کتاب عطا کی اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے اور ہم نے عیسٰی بن مریم کو کھلی نشانیاں عطا فرمائیں اور پاک روح کے ذریعے ان کی مدد کی تو (اے بنی اسرائیل!) کیا (تمہارا یہ معمول نہیں ہے؟ کہ) جب کبھی تمہارے پاس کوئی رسول ایسے احکام لے کر تشریف لایا جنہیں تمہارے دل پسند نہیں کرتے تھے تو تم تکبر کرتے تھے پھر ان (انبیاء میں سے) ایک گروہ کو تم جھٹلاتے تھے اور ایک گروہ کو شہید کر دیتے تھے۔

{وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ: ہم نے موسٰی کو کتاب دی۔} یہاں سے بنی اسرائیل کو دی گئی مزید نعمتیں بیان کی جا رہی ہیں، اس آیت میں کتاب سے توریت مراد ہے جس میں اللّٰہ تعالیٰ کے تمام عہد مذکور تھے۔ ان میں سب سے اہم عہد یہ تھے کہ ہر زمانہ کے پیغمبروں کی اطاعت کرنا، ان پر ایمان لانا اور ان کی تعظیم و توقیر کرنا جیسا کہ سورہ مائدہ آیت 21 میں مذکور ہے۔

{وَقَفَّیْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ: اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے۔} حضرت موسیٰ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ

وَالسَّلَام کے زمانہ سے حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تک متواتر انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام آتے رہے' ان کی تعداد چار ہزار بیان کی گئی ہے' یہ سب حضرات حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی شریعت کے محافظ اور اس کے احکام جاری کرنے والے تھے اور چونکہ ہمارے آقا' خاتَمُ الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد نبوت کسی کو نہیں مل سکتی اس لیے شریعتِ محمدیہ کی حفاظت واشاعت کی خدمت علماء ربانی اور مجددین کو عطا ہوئی۔

{اٰتَیْنَا عِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ: عیسیٰ بن مریم کو ہم نے نشانیاں دیں۔} ان نشانیوں سے مراد حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے معجزات ہیں جیسے مردوں کو زندہ کرنا' اندھوں اور برص والوں کو صحت دینا' پرندوں کی صورتوں میں جان ڈال دینا' غیب کی خبریں دینا وغیرہ جیسا کہ سورہ آلِ عمران آیت 49 میں ہے۔

{وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ: اور پاک روح کے ذریعے اس کی مدد کی۔} روح القدس سے حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام مراد ہیں کہ وہ روحانی ہیں اور ایسی وحی لاتے ہیں جس سے دلوں کو حیات یعنی زندگی ملتی ہے۔ حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام کو حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ساتھ رہنے کا حکم تھا۔ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے آسمان پر اٹھائے جانے تک حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام سفر و حضر میں کبھی آپ سے جدا نہ ہوئے اور حضرت جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام کی تائید حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ حضور سید

المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے صدقہ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعض امتیوں کو بھی روح القدس کی تائید میسر ہوئی چنانچہ بخاری ،ابوداؤد اور معجم کبیر کی حدیث ہے کہ حضرت حسان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے لیے منبر بچھایا جاتا اور وہ نعت شریف پڑھتے۔ حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ان کے لیے دعا فرماتے ’’ اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُس‘‘ اے اللّٰہ! روح القدس کے ذریعے حسان کی مدد فرما۔(بخاری، کتاب الصلاۃ، باب الشعر فی المسجد، ۱/۱۷۲، الحدیث: ۴۵۳، ابو داؤد، کتاب الادب، باب ماجاء فی الشعر، ۴/۳۹۵۳۹۴، الحدیث: ۵۰۱۵، معجم الکبیر، ۴/۳۷، الحدیث: ۳۵۸۰، واللفظ للمعجم)

غیر خدا کا مدد کرنا شرک نہیں: اس تفسیر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غیرِ خدا کی مدد شرک نہیں ،اللّٰہ تعالٰی نے حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی مدد حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام کے ذریعہ فرمائی اور جب حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام مدد کر سکتے ہیں تو حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بھی اللّٰہ تعالٰی کی عطا کی ہوئی طاقت و قدرت سے یقینا مدد فرما سکتے ہیں، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں مدد فرمانے کا تو کثیر احادیث میں ذکر ہے ،البتہ ہم یہاں 2 ایسے واقعات ذکر کرتے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سرکار دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے وصالِ ظاہری کے بعد اپنی بارگاہ میں حاضر ہو کر فریاد کرنے والوں کی مدد فرمائی۔(1)... مشہور محدثین امام ابو بکر بن مقری ،ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی اور امام ابو شیخ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ نے مزار پر انوار پر حاضر ہو کر بھوک کی فریاد کی تو رسول کریم صَلَّی

اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک علوی کے ذریعے انہیں کھانا بھجوایا اور اس علوی نے کہا: آپ لوگوں نے بارگاہ رسالت میں فریاد کی تھی تو مجھے خواب میں حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی زیارت ہوئی اور حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں آپ لوگوں تک کھانا پہنچادوں۔

(وفاء الوفائ، الباب الثامن فی زیارۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم، الفصل الثالث، ۲/۱۳۸۰، الجزء الرابع)

...(2)ابو قاسم ثابت بن احمد بغدادی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: میں نے تاجدار رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے شہر اقدس مدینہ منورہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے سرکار دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے روضہ انور کے قریب صبح کی اذان دی اور جب اس نے ''اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمُ'' کہا تو یہ سن کر مسجد نبوی کے خادموں میں سے ایک خادم آیا اور اس نے اُسے تھپڑ مار دیا۔ وہ شخص رونے لگا اور اس نے فریاد کی: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ کی موجودگی میں اس شخص نے میرے ساتھ ایسا کیا ہے۔(اس کی فریاد جیسے ہی ختم ہوئی) تو اس خادم پر فالج گرا اور لوگ اسے اٹھا کر اس کے گھر لے گئے' تین دن بعد وہ خادم مر گیا۔ (ابن عساکر، حرف الثائ، ذکر من اسمہ ثابت، ۱۱/۱۰۴)

یاد رہے کہ علامہ نور الدین علی بن احمد سمہودی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنی مشہور کتاب ''وَفَاءُ الْوَفَاءْ بِاَخْبَارِ دَارِ الْمُصْطَفٰی'' کے چوتھے حصے میں صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم اور اولیاء عظام رَحْمَۃُاللّٰہِ

تَعَالٰی عَلَیْہِمْ کے ایسے کئی واقعات بیان فرمائے ہے جن میں یہ ذکر ہے کہ انہوں نے سید المُرسَلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے روضہ انور پر حاضر ہو کر اپنی حاجت بیان کی اور رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کی مدد کرتے ہوئے ان کی حاجت پوری فرما دی اور امام محمد بن موسیٰ بن نعمان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے تو اس موضوع پر ''مِصْبَاحُ الظَّلَامِ فِی الْمُسْتَغِیْثِیْنَ بِخَیْرِ الْاَنَامِ'' کے نام سے با قاعدہ ایک کتاب بھی لکھی ہے۔{ لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُكُمْ: تمہارے دل پسند نہیں کرتے۔} یہودی لوگ، پیغمبروں کے احکام اپنی خواہشوں کے خلاف پا کر انہیں جھٹلاتے اور موقع پاتے تو ان انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو قتل کر ڈالتے تھے جیسا کہ انہوں نے حضرت زکریا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، حضرت یحیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کے علاوہ بہت سے انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو شہید کیا، حتّٰی کہ ہمارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بھی درپے رہے، کبھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر جادو کیا، کبھی زہر دیا اور ان ملعونوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو شہید کرنے کیلئے طرح طرح کے فریب کرتے رہے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ احکامِ الٰہی پر اپنی خواہشات کو ترجیح دینا یہودیوں کا جبکہ حکمِ الٰہی کے سامنے اپنے نفس کو کچل دینا کامل الایمان لوگوں کی نشانی ہے۔

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِیْلًا مَّا یُؤْمِنُوْنَ۝

ترجمۂ کنزالایمان: اور یہودی بولے ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہیں بلکہ اللّٰہ نے ان پر لعنت کی ان کے کفر

کے سبب تو ان میں تھوڑے ایمان لاتے ہیں۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور یہودیوں نے کہا: ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں بلکہ اللّٰہ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان پر لعنت کردی ہے تو ان میں سے تھوڑے لوگ ہی ایمان لاتے ہیں۔

{ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ: ہمارے دلوں پر پردے ہیں۔} یہودیوں نے مذاق اڑانے کے طور پر کہا تھا کہ ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی مراد یہ تھی کہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ہدایت ان کے دلوں تک نہیں پہنچتی۔ اللّٰہ تعالی نے اس کا رد فرمایا کہ یہ جھوٹے ہیں، اللّٰہ تعالی نے دلوں کو فطرت پر پیدا فرمایا اور ان میں حق قبول کرنے کی صلاحیت رکھی ہے۔ یہودیوں کا ایمان نہ لانا ان کے کفر کی شامت ہے کہ انہوں نے سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نبوت پہچان لینے کے بعد انکار کیا تو اللّٰہ تعالی نے ان پر لعنت فرمائی، اس کا یہ اثر ہے کہ وہ قبولِ حق کی نعمت سے محروم ہوگئے۔ (جلالین مع جمل، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۸۸، ۱/۱۱۴-۱۱۵)

آج بھی ایسے لوگ ہیں کہ جن کے دلوں پر عظمتِ رسالت سمجھنے سے پردے پڑے ہوئے ہیں۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ لا وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ج فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ز فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ○

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب ان کے پاس اللّٰہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللّٰہ کی لعنت منکروں پر۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب آئی جو ان کے پاس (موجود) کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے اور اس سے پہلے یہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں کے خلاف فتح مانگتے تھے تو جب ان کے پاس وہ جانا پہچانا نبی تشریف لے آیا تو اس کے منکر ہوگئے تو اللہ کی لعنت ہو انکار کرنے والوں پر۔

}مُصَدِّقٌ: تصدیق کرنے والی۔{ قرآن پاک گزشتہ کتابوں کی تصدیق کرنے والی کتاب ہے کہ وہ کتابیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ نیز ان کتابوں میں قرآن کے نازل ہونے کی خبر دی تھی، قرآن کے آنے سے وہ خبریں سچی ہو گئیں۔

}مَا عَرَفُوْا: جانا پہچانا نبی۔{ شانِ نزول: امام الانبیاء صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی تشریف آوری اور قرآن کریم کے نزول سے پہلے یہودی اپنی حاجات کے لیے حضور پر نور صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے نامِ پاک کے وسیلہ سے دعا کرتے اور کامیاب ہوتے تھے اور اس طرح دعا کیا کرتے تھے۔ '' اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا وَانْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ '' یارب! ہمیں نبی امی کے صدقہ میں فتح و نصرت عطا فرما۔ اس آیت میں یہودیوں کو وہ واقعات یاد دلائے جارہے ہیں کہ پہلے تم ان کے نام کے طفیل دعائیں مانگتے تھے، اب جب وہ تشریف لے آئے تو تم ان کے منکر ہوگئے۔

(تفسیر کبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۸۹، ۱/۵۹۸-۵۹۹، جلالین مع جمل، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۸۹، ۱/۱۱۵، ملتقطاً)

مخلوق کی حاجت روائی کا وسیلہ:

اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں تشریف آوری سے پہلے ہی حضور پر نور صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے توسل سے دعائیں مانگی جاتی تھیں اور حضور اقدس صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

وَسَلَّمَ کے وسیلے سے پہلے ہی مخلوق کی حاجت روائی ہوتی تھی۔یہ سلسلہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تشریف آوری کے بعد ظاہری حیاتِ مبارکہ میں بھی جاری رہا کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے وسیلے سے دعائیں مانگتے تھے بلکہ اپنے وسیلے سے دعا مانگنے کی تعلیم خود حضور پر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کو دی، اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے وصالِ ظاہری کے بعد بھی صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کا یہ معمول رہا اور سلف و صالحین کا یہ طریقہ تب سے اب تک جاری ہے اور اِن شآءَ اللّٰہ ہمیشہ جاری رہے گا۔اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں :ـــ

وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا ہے خلیل اللّٰہ کو حاجت رسول اللّٰہ کی

نیکی کی دعوت

مُبلِّغ کی بھی بخشش ہوگئی

حضرتِ سیِّدُنا سُلیم بِن مَنصُور علیہ رحمۃ اللہ الغفور فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والِد مَنصُور بن عمّار علیہ رحمۃ اللہ الغفار کو بعدِ وفات خواب میں دیکھ کر پوچھا: مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ؟ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا مُعاملہ فرمایا؟ تو اُنھوں نے بتایا: میرے ربّ عزوجل نے کرم کرنے کے بعد مجھ سے فرمایا: ”اے بَد عَمَل بُڈّھے ! معلوم ہے کہ میں نے تجھے کیوں بخش دیا؟“میں نے عرض کی: نہیں اے میرے معبود عزوجل ! تو میرے رَبّ عزوجل نے اِرشاد فرمایا: تُو نے ایک اِجتِماع میں اپنے رِقّت انگیز بیان سے حاضِرین کو رُلادیا تھا اور اُس بیان میں میرا ایک ایسا بندہ بھی تھا جو کبھی بھی میرے خَوف سے نہیں رویا تھامگر تیرا بیان سُن کر وہ بھی رونے لگا۔ تَو میں نے اُس بندے کی گِریہ وزاری پر رَحم فرما کر اُس کو اور تمام شُرَکائے اِجتماع کو بخش دیا اِسی لیے تیری بھی مَغفِرت ہو گئی۔(شَرحُ الصُّدور ص ۲۸۳)

اللہ عزوجل کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ علٰی محمَّد

میرے اَشک بہتے رہیں کاش ہر دم ترے خوف سے یاخدا یاالٰہی
ترے خوف سے تیرے ڈر سے ہمیشہ میں تھر تھر رہوں کانپتا یاالٰہی

(وسائلِ بخشش ص۷۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ علٰی محمَّد

جو روتا ہے اُس کا کام ہوتا ہے

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! اِس میں کوئی شک نہیں کہ اُن مُبلِّغین کا دَرَجہ بہُت ہی بُلند و بالا اور عَظَمت والا ہے

جو اپنے رِقّت انگیز سنّتوں بھرے بیان سے لوگوں کے دلوں میں رِقّت پیدا کرتے ہیں اور اللہ عزوجل کی بارگاہِ بیکس پناہ سے بچھڑے ہوئے بندوں کو اپنے پُر سوز بیان کی کشِش سے کھینچ کھینچ کر دربارِ الٰہی عزوجل میں لاتے ہیں۔یقیناًاِخلاص کے ساتھ اچھّی اچھّی نیّتیں کرکے نیکی کی دعوت کی دُھومیں مچانے والے سعادت مند اِسلامی بھائی دونوں جہانوں میں کامیاب ہیں۔اِس حکایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خوفِ خدا عزوجل سے جو روتا ہے اُس کا کام ہوتا ہے۔خوفِ خدا عزوجل سے رونا نہایت سعادت کی بات ہے بلکہ رونے والے کی بَرَکت سے نہ رونے والوں کا بھی بیڑا پار ہو جاتا ہے لہٰذا سنّتوں بھرے اجتِماع میں شرکت کرنے اور ایسے اجتِماعات میں مانگی جانے والی رِقّت انگیز دعا میں حاضر رہنے کی بَہُت برکتیں ہوتی ہیں نہ جانے کس رونے والے کے صدقے سب حاضِرین کی مغفِرت کے اسباب ہو جائیں !

تڑپنے پھڑکنے کا دیدے سلیقہ | ترے ڈر سے رونے کا سکھلا طریقہ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

رونے کے فضائل

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو ! خوفِ خدا عزوجل اور عشقِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم میں رونا ایک عظیم الشّان "نیکی" ہے،اِس لئے حُصولِ ثواب کی نیّت سے اِس نیکی کی ترغیب پر مبنی نیکی کی دعوت پیش کرتے ہوئے رونے کے فضائل بیان کئے جاتے ہیں۔کاش ! کہیں ہم بھی سنجیدَگی اپنانے اور خوفِ خدا عزوجل وعشقِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم میں آنسو بہانے والے بنیں۔

رونے والی آنکھیں مانگو رونا سب کا کام نہیں
ذِکرِ مَحَبَّت عام ہے لیکن سوزِ مَحَبَّت عام نہیں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

رونے والوں کے صَدقے نہ رونے والوں کی بخشِش

سنّتوں بھرے اجتِماعات، سیکھنے سکھانے کے مَدَنی حلقوں اور اجتِماعاتِ ذِکرونعت کی بھی کیا بات ہے! کوشش کرکے ازابتِداء تااِنتِہاء ان میں شرکت کرنی چاہیئے، نہ جانے کب کسی کا دل چوٹ کھا جائے، اُس پر رِقّت طاری ہو اور اخلاصِ قلبی کے ساتھ اُس کی آنکھیں چھلک پڑیں اور اُس کو رَحمت اپنی آغوش میں لے لے اور اُس مُخلِص بندے کے اِخلاص کی بَرَکت سے وہاں موجود ہر مسلمان کی مغفِرت کر دی جائے۔ اجتِماعِ خیر میں رونے والے کی بَرَکت سے اہلِ مغفِرت کی کثرت کا اس حدیثِ مبارَکہ سے اندازہ لگائیے۔ چُنانچِہ ایک مرتبہ سرورِ کونین، رَحمتِ دارین، نانائے حَسَنَین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے خُطبہ دیا تو حاضِرین میں سے ایک شخص رو پڑا۔ یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: اگر آج تمہارے درمیان وہ تمام مُؤمِن موجود ہوتے جن کے گناہ پہاڑوں کے برابر ہیں تو انہیں اس ایک شخص کے رونے کی وجہ سے بخش دیا جاتا کیونکہ فرشتے بھی اس کے ساتھ رو رہے تھے اور دُعا کر رہے تھے: اَللّٰھُمَّ شَفِّعِ الْبَکَّائِیْنَ فِیْمَنْ لَّمْ یَبْکِ یعنی اے اللہ عزوجل! نہ رونے والوں کے حق میں رونے والوں کی شَفاعت قَبول فرما۔ (شُعَبُ الْاِیمان ج۱ص ۴۹۴ حدیث ۸۱۰)

حضرتِ مولانا روم علیہ رحمۃ اللہ القیوم فرماتے ہیں:

ہر کُجا آبِ رَواں غُنچہ بُوَد ہر کُجا اشکِ رَواں رَحمت بُوَد

(جب آسمان سے بارش برستی ہے تو زمین پر غُنچے اور گُل کھلتے ہیں اور جب خوفِ خدا سے کسی کے آنسو جاری ہوتے ہیں تو رحمت کے پھول کھلتے ہیں)

مکّھی کے سر برابر آنسو

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم ہے: جس مُؤمِن کی آنکھوں سے اللہ عزوجل کے خوف سے آنسو

نکلتے ہیں اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہوں، پھر وہ آنسو اُس کے چہرے کے ظاہری حصّے کو پہنچیں تو اللہ عزوجل اُسے جہنّم پر حرام کر دیتا ہے۔ (ایضًا ص۴۹۱ حدیث ۸۰۲)

قلبِ مُضطر چشمِ تر سوزِ جگر سینہ تپاں
طالبِ آہ و فُغاں جانِ جہاں ! عطاؔر ہے

(وسائلِ بخشش ص۲۲۲)

ایک میل تک سینے کی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دیتی!

حُجَّۃُ الْاِسلام حضرتِ سیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نَقل فرماتے ہیں: حضرتِ سَیِّدُنا ابراہیم خلیلُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جب نَماز کے لئے کھڑے ہوتے تو خوفِ خدا عزوجل کے سبب اِس قَدر گِریہ وزاری فرماتے (یعنی روتے) کہ ایک مِیل کے فاصِلے سے ان کے سینے میں ہونے والی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دیتی۔ (اِحیاءُ الْعُلوم ج ۴ ص ۲۲۴)

جی چاہتا ہے پھوٹ کے روؤں ترے ڈر سے
اللہ ! مگر دل سے قَساوَت نہیں جاتی

سرکارِ مدینہ کے بعد کس کا رُتبہ ہے؟

سبحٰن اللہ عزوجل جس کا مرتبہ اللہ عزوجل کی جناب میں جتنا بڑا ہوتا ہے وہ اُسی قَدر زیادہ خوفِ خدا کا حامِل ہوتا ہے جیسا کہ ابھی آپ نے حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خلیلُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے گِریہ وزاری کا حال سنا۔ آپ عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کے عظیم الشّان رُتبے کی بھی کیا بات ہے! جی ہاں، ہمارے مَکّی مَدَنی آقا میٹھے میٹھے مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم کے بعد ساری مخلوقات میں آپ عَلٰی

نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہی افضل ہیں ! چُنانچِہ فَقیہِ مِلّت حضرتِ علّامہ مولانا مفتی جلالُ الدّین اَمجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنی سُوال جواب پر مبنی کتاب" اسلامی تعلیم" صَفْحَہ 194 تا 195 پر فرماتے ہیں: "حُضُور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بعد سب سے بڑے مرتبے والے حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خلیلُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں۔ پھر حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ کلیمُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، پھر حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ رُوحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور (پھر) حضرتِ سیِّدُنا نُوح نَجِیُّ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ان حضرات کو مُرسلینِ اُولُوالعزم کہا جاتا ہے۔" (اسلامی تعلیم ص ۱۹۵ بِتَغَیُّر)

شجَر و حجر بھی رونے لگتے

دعوتِ اسلامی کے اِشاعَتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 160 صَفحات پر مشتمل کتاب،" خوفِ خدا" صَفْحَہ 45 پر ہے: حضرتِ سَیِّدُنا یَحْیٰی عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جب نَماز کے لِئے کھڑے ہوتے تو (خوفِ خدا سے) اِس قَدَر روتے کہ دَرَخت اور مِٹّی کے ڈھیلے بھی ساتھ رونے لگتے حتّٰی کہ آپ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے والدِ مُحترم حضرتِ سَیِّدُنا زَکَرِیّا عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بھی دیکھ کر رونے لگتے یہاں تک کہ بے ہوش ہو جاتے۔ مسلسل بہنے والے آنسوؤں کے سبب حضرتِ سَیِّدُنا یَحْیٰی عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے رُخسارِ مبارَک (یعنی بابَرَکت گالوں) پر زَخم ہوگئے تھے۔ والِدہ ماجِدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا آپ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاکیزہ رُخساروں پر پَشمینے (یعنی اُون) کیپَٹّیاں چپٹا دیتی تھیں۔ جب بھی آپ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نَماز کے لئے کھڑے ہوتے تو رونا شروع کر دیتے، جس کے نتیجے میں وہ اُونی پَٹّیاں بھیگ جاتیں۔ والِدۂ مُحترمہ (مُحْ۔تَ۔رَمَہ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا انہیں خشک کرنے کے لئے جب نچوڑتیں اور آپ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اپنی آنکھوں سے نکلنے والے پانی کو اپنی ماں کے بازو پر گرتا ہوا دیکھتے تو بارگاہِ الٰہی عزوجل میں اِس طرح عرض کرتے: "اے اللہ عزوجل ! یہ میرے آنسو ہیں، یہ میری

ماں ہے اور میں تیرا بندہ ہوں جبکہ تُو اَرحَمُ الرّٰحِمِین یعنی سب سے زیادہ رَحم فرمانے والا ہے۔" (اِحیاءُ العُلوم ج۴ ص۲۲۵)

شرابِ مَحَبَّت کچھ ایسی پلادے
کبھی بھی نشہ ہو نہ کم یاالٰہی

(وسائلِ بخشش ص۱۵)

بخل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

بخل کی تعریف

اور جہاں خرچ کرنا شرعاً' عادتاً یا مروتاً لازم ہو وہاں بُخْل کے لغوی معنی کنجوسی کے ہیں خرچ نہ کرنا بُخْل کہلاتا ہے 'یا جس جگہ مال و اسباب خرچ کرنا ضروری ہو وہاں خرچ نہ کرنایہ بھی بُخْل ہے۔(باطنی بیماریوں کی معلومات ۱۲۸)

بخل کا اسباب اور ان کا علاج

(۱) تنگدستی کا خوف: اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اس بات کو ہمیشہ ذہن میں رکھے کہ راہِ خدا میں مال خرچ کرنے سے کمی نہیں آتی بلکہ اضافہ ہوتا ہے۔

(۲) مال سے محبت: اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ قبر کی تنہائی کو یاد کرے کہ میرا یہ ما-ل قبر میں میرے کسی کام انہ آئے گا بلکہ میرے مرنے کے بعد ورثاء اسے بے دردی سے تصرف میں لائیں گے۔

(۳) نفسانی خواہشات کا غلبہ: اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ خواہشات نفسانی کے نقصانات اور اس کے اُخروی انجام کا بار بار مطالعہ کرے۔(اس سلسلے میں امیر اہلسنت کا رسالہ گناہوں کا علاج پڑھنا بے حد مفید ہے)

(۴) بچوں کے روشن مستقبل کی خواہش: اس کا علاج یہ ہے کہ اللہ عزوجل پر بھروسہ رکھنے میں اپنے اعتقاد و یقین کو مزید پختہ کرے کہ جس رب عزوجل نے میرا مستقبل بہتر بنایا ہے وہی رب عزوجل میرے بچوں کے مستقبل کو بھی بہتر بنانے پر قادر ہے۔

(۱۵) سخرت کے معاملے میں غفلت: اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اس بات پر غور کرے کے مرنے کے بعد جو مال و دولت میں نے راہِ خدا میں خرچ کی وہ مجھے نفع دے سکتی ہے ' لہٰذا اس فانی مال سے نفع اٹھانے کے لئے اسے نیکی کے کاموں میں خرچ کرنا ہی عقل مندی ہے۔(باطنی بیماریوں کی معلومات ۱۳۱)

تلفظات+اصطلاحات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

{تلفظات}

نمبر شمار	غلط تلفظ	صحیح تلفظ	نمبر شمار	غلط تلفظ	صحیح تلفظ	نمبر شمار	غلط تلفظ	صحیح تلفظ
1	نَبُوَّت	نُبُوَّت	5	تِحْقِیْر	تَحْقِیْر	9	خُوَاھِش	خَواھِش
2	نِجَات	نَجَات	6	نَرَم	نَرْم	10	خُوَاب	خَواب

3	تَوَکَّلُ	تَوَکُّلُ	7	مُوَسَّمُ	مُوسِمُ	11	مُشَاهِرَه	مُشَاهِرَةُ
4	نَسَلُ	نَسْلُ	8	عَضُوُ	عُضْوُ	12	خُلَاصِ	خَلَاصِ

{اصطلاحات}

نمبرشمار	اس کے بجائے	یہ کہئے	نمبرشمار	اس کے بجائے	یہ کہئے
1	حیدر آباد	زم زم نگر	4	اسٹیج	منچ
2	فیصل آباد	سردارا آباد	5	خطاب/تقریر/لیکچر	سنتوں بھرا بیان
3	سیالکوٹ	ضیاء کوٹ	6	کیمپ	مکتب

{مَدَنی انعامات}

مَدَنی انعام نمبر36: راہ چلتے وقت ،دورانِ سفر اکثر نگاہیں نیچی رکھی؟

مَدَنی انعام نمبر37: دوسروں کے گھروں کے اندر جھانکنے سے بچے؟

مَدَنی انعام نمبر38: جھوٹ،غیبت ، چغلی،حسد،تکبر ،وعدہ خلافی سے بچے؟

مَدَنی انعام نمبر39: دن کا اکثر حصہ باوُضو رہے؟

مَدَنی انعام نمبر 40: بات کرتے وقت چہرے پر نگاہ تو نہیں گاڑی؟

مَدَنی انعام نمبر41: وقت پر قرض ادا کر دیا؟

مَدَنی انعام نمبر42: مسلمانوں کے عیوب کی پردہ پوشی کی؟

سنتیں اور آداب

''گیسو رکھنا نبیِّ پاک کی سنَّت ہے'' کے بائیس حُرُوف کی نسبت سے زُلفوں اور سر کے بالوں وغیرہ کے 22 مَدَنی پھول

خاتم المرسلین رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک زُلفیں کبھی نصف (یعنی آدھے) کان مبارک تک تو* کبھی کان مبارَک کی لو تک اور* بعض اوقات بڑھ جاتیں تو مبارَک شانوں یعنی کندھوں کو جھوم جھوم کر چومنے لگتیں (الشمائل المحمدیۃ للترمذی ص ۳۴،۳۵،۱۸) *ہمیں چاہئے کہ موقع بہ موقع تینوں سنّتیں ادا کریں،یعنی کبھی آدھے کان تک تو کبھی پورے کان تک تو کبھی کندھوں تک زلفیں رکھیں *کندھوں کو چُھونے کی حد تک زلفیں بڑھانے والی سنَّت کی ادائیگی عُموماً نفس پر زیادہ شاق (یعنی بھاری) ہوتی ہے مگر زندگی میں ایک آدھ بار تو ہر ایک کو یہ سنَّت ادا کر ہی لینی چاہئے،البتہ یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ بال کندھوں سے نیچے نہ ہونے پائیں،پانی سے اچّھی طرح بھیگ جانے کے بعد زُلفوں کی درازی (یعنی لمبائی) خوب نُمایاں ہو جاتی ہے لہٰذا جن دنوں بڑھائیں ان دنوں غسل کے بعد کنگھی کر کے غور سے دیکھ لیا کریں کہ بال کہیں کندھوں سے نیچے تو نہیں جا رہے * میرے آقا اعلیٰ حضرت رَحمَۃُاللہِ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: عورَتوں کی طرح کندھوں سے نیچے بال رکھنا مرد کیلئے حرام ہے (تسہیلاً فتاوٰی رضویہ ج ۲۱ ص ۶۰۰) * صدرالشریعہ،بدرالطریقہ حضرتِ علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: مرد کو یہ جائز نہیں کہ عورَتوں کی طرح بال بڑھائے،بعض صوفی بننے والے لمبی لمبی لٹیں بڑھا لیتے ہیں جو اُن کے سینے پر سانپ کی طرح لہراتی ہیں اور بعض چوٹیاں گوندھتے ہیں یا جُوڑے (یعنی عورَتوں کی طرح بال اکٹّھے کر کے گدّی کی طرف گانٹھ) بنا لیتے ہیں یہ سب ناجائز کام اور خِلافِ شَرع ہیں۔ تصوُّف بالوں کے بڑھانے اور رنگے ہوئے کپڑے پہننے کا نام نہیں بلکہ حُضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پوری پَیروی کرنے اور خواہِشاتِ نفس کو مٹانے کا نام ہے (بہارِ شریعت ج ۳ ص ۵۸۷) * عورت کا سر منڈوانا حرام ہے (خلاصہ از فتاوٰی رضویہ ج ۲۲

ص ۶۶۴) * عورت کو سر کے بال کٹوانے جیسا کہ اِس زمانے میں نصرانی عورتوں نے کٹوانے شروع کر دیے ناجائز و گناہ ہے اور اس پر لعنت آئی۔ شوہر نے ایسا کرنے کو کہا جب بھی یہی حکم ہے کہ عورت ایسا کرنے میں گنہگار ہو گی کیونکہ شریعت کی نافرمانی کرنے میں کسی (یعنی ماں باپ یا شوہر وغیرہ) کا کہنا نہیں مانا جائے گا۔ (بہارِ شریعت ج ۳ ص ۵۸۸) چھوٹی بچیوں کے بال بھی مردانہ طرز پر نہ کٹوایئے، بچپن ہی سے ان کو زنانہ یعنی لمبے بال رکھنے کا ذہن دیجئے * بعض لوگ سیدھی یا اُلٹی جانب مانگ نکالتے ہیں یہ سنت کے خلاف ہے * سنت یہ ہے کہ اگر سر پر بال ہوں تو بیچ میں مانگ نکالی جائے (ایضاً) * مرد کو اختیار ہے کہ سر کے بال منڈائے یا بڑھائے اور مانگ نکالے (رَدُّالمُحتار ج ۹ ص ۶۷۲) * حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے دونوں چیزیں ثابت ہیں۔ اگرچہ منڈانا صرف اِحرام سے باہر ہونے کے وَقت ثابت ہے۔ دیگر اوقات میں مونڈانا ثابت نہیں (بہارِ شریعت ج ۳ ص ۵۸۶) * آج کل قینچی یا مشین کے ذَرِیعے بالوں کو مخصوص طرز پر کاٹ کر کہیں بڑے تو کہیں چھوٹے کر دیئے جاتے ہیں، ایسے بال رکھنا سنَّت نہیں * **فرمانِ مصطَفٰے** صلی اللہ تعالی علیہ وسلم: "جس کے بال ہوں وہ ان کا اِکرام کرے۔" (ابوداؤد ج ۴ ص ۱۰۳ حدیث ۴۱۶۳) یعنی ان کو دھوئے، تیل لگائے اور کنگھا کرے * حضرت سیِّدُنا ابراہیم **خلیل اللہ** عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے سب سے پہلے مونچھ کے بال تراشے اور سب سے پہلے سفید بال دیکھا۔ عرض کی: اے رب! یہ کیا ہے؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: "اے ابراہیم! یہ وقار ہے۔" عرض کی: اے میرے رب! میرا وقار زیادہ کر۔ (موطّا ج ۲ ص ۴۱۵ حدیث ۱۷۵۶) مُفَسِّرِ شہیر **حکیم الامت** حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحَنَّان اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: آپ سے پہلے کسی نبی کی یا مونچھیں بڑھی نہیں یا بڑھیں اور انہوں نے تراشیں مگر ان کے دینوں میں مونچھ کاٹنا حکم شرعی نہ تھا آپ کی وجہ سے یہ عمل سنّتِ ابراہیمی ہوا (مراۃ ج ۶ ص ۱۹۳) * بچّی (یعنی وہ چند بال جو نیچے کے ہونٹ اور ٹھوڑی کے بیچ میں ہوتے ہیں اس) کے اَغَل بَغَل (یعنی آس پاس) کے بال مونڈانا یا اُکھیڑنا بدعت ہے (عالمگیری ج ۵ ص ۳۵۸) * گردن کے بال مونڈنا مکروہ ہے (اَیضاً ص ۳۵۷) یعنی جب سر کے بال نہ مونڈائیں صرف گردن ہی کے مونڈائیں جیسا کہ بہت سے لوگ خط بنوانے میں گردن کے بال بھی مونڈاتے ہیں اور اگر پورے سر کے بال

مونڈ دیے تو اس کے ساتھ گردن کے بال بھی مونڈ دیے جائیں (بہارِ شریعت ج ۳ ص ۵۸۷) * چار چیزوں کے متعلق حکم یہ ہے کہ دَفن کر دی جائیں، بال، ناخن، حیض کا لتا (یعنی وہ کپڑا جس سے عورت حیض کا خون صاف کرے) خون (ایضاً ص ۵۸۸، عالمگیری ج ۵ ص ۳۵۸) * مرد کو داڑھی یا سر کے سفید بالوں کو سُرخ یا زرد رنگ کر دینا **مستحب** ہے، اس کیلئے مہندی لگائی جا سکتی ہے * داڑھی یا سر میں مہندی لگا کر سونا نہیں چاہیئے۔ ایک حکیم کے بقول اس طرح مہندی لگا کر سو جانے سے سر وغیرہ کی گرمی آنکھوں میں اُتر آتی ہے جو بینائی کے لئے مضرِ یعنی نقصان دِہ ہے۔ حکیم کی بات کی تَوثیق یوں ہوئی کہ ایک بار سگِ مدینہ عفی عنہ کے پاس ایک نابینا شخص آیا اور اُس نے بتایا کہ میں پیدائشی اندھا نہیں ہوں، افسوس کہ سر میں کالی مہندی لگا کر سو گیا جب بیدار ہوا تو میری آنکھوں کا نُور جا چکا تھا! * مہندی لگانے والے کی مونچھ، نچلے ہونٹ اور داڑھی کے خط کے کنارے کے بالوں کی سفیدی چند ہی دنوں میں ظاہر ہونے لگتی ہے جو کہ دیکھنے میں بھلی معلوم نہیں ہوتی لہٰذا اگر بار بار ساری داڑھی نہیں بھی رنگ سکتے تو کوشِش کر کے ہر چار دن کے بعد کم از کم جگہوں پر جہاں جہاں سفیدی نظر آتی ہو تھوڑی تھوڑی مہندی لگا لینی چاہیئے ''شرح الصُّدور'' میں حضرت سیِّدُنا اَنَس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے: جو شخص داڑھی میں خضاب (کالے خضاب کے علاوہ مثلاً لال یا زرد مہندی کا) لگاتا ہو۔ انتِقال کے بعد مُنْکَر نکِیر اُس سے سُوال نہ کریں گ۔ مُنْکَر کہے گا: اے نکِیر! میں اُس سے کیونکر سُوال کروں جس کے چہرے پر اسلام کا نور چمک رہا ہے۔ (شَرْحُ الصُّدُور ص ۱۵۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نماز کے احکام

”قِیامت میں سب سے پہلے نَماز کا سُوال ہوگا“ کے تیس حُروف کی نسبت سے تقریباً 30 واجبات

(۱۶) وِتر میں دُعائے قُنُوت پڑھنا (۱۷) عیدَین کی چھ تکبیریں (۱۸) عیدَین میں دوسری رَکعَت کی تکبیرِ رُکوع اور اِس تکبیر کیلئے لفظِ ”اَللّٰہُ اَکْبَر“ ہونا (۱۹) ”جَہری نَماز“ مَثَلاً مغرِب و عشاء کی پہلی اور دوسری رَکعَت اور فجر، جُمُعہ، عِیدَین، تَراوِیح اور رَمَضان شریف کے وِتر کی ہر رَکعَت میں امام کو جَہر (یعنی اتنی بلند آواز کہ کم از کم تین آدمی سُن سکیں) سے قِراءت کرنا (۲۰) غَیرِ جَہری نَماز (مَثَلاً ظُہر و عَصر) میں آہِستہ قِراءت کرنا (۲۱) ہر فرض و واجِب کا اُس کی جگہ ہونا (۲۲) رُکوع ہر رَکعَت میں ایک ہی بار کرنا (۲۳) سَجدہ ہر رَکعَت میں دو ہی بار کرنا (۲۴) دوسری رَکعَت سے پہلے قَعدہ نہ کرنا (۲۵) چار رَکعت والی نَماز میں تیسری رَکعَت پر قَعدہ نہ کرنا (۲۶) آیتِ سَجدہ پڑھی ہو تو سَجدۂ تِلاوت کرنا (۲۷) سَجدۂ سَہو واجب ہوا ہو تو سَجدۂ سَہو کرنا (۲۸) دو فَرض یا دو واجِب یا فَرض و واجِب کے دَرمیان تین تسبیح کی قَدر (یعنی تین بار ”سُبْحٰنَ اللّٰہِ“ کہنے کی مقدار) وقفہ نہ ہونا (۲۹) امام جب قِراءت کرے خواہ بلند آواز سے ہو یا آہِستہ آواز سے مُقتَدی کا چُپ رہنا (۳۰) قِراءت کے سوا تمام واجِبات میں امام کی پَیروی کرنا (الدر المختار، ردالمحتار ج۲ ص۱۸۱، عالمگیری ج۱ ص۷۱)

کلام امیرِ اہلسنت

مِرے تم خواب میں آؤ مِرے گھر روشنی ہوگی

مِرے تم خواب میں آؤ مِرے گھر روشنی ہو گی	مِری قسمت جگا جاؤ عِنایت یہ بڑی ہو گی
مدینے مجھ کو آنا ہے غمِ فُرقت مِٹانا ہے	کب آقائے مدینہ در پہ میری حاضِری ہو گی
شَہنشاہِ مدینہ دو تڑپنے کا قرینہ دو	آنکھ ا آقا عنایت ہو کہ جو اَشکوں بھری ہو گی
بنالو اپنا دیوانہ بنالو اپنا مستانہ	خَزانے میں تمہارے کیا کمی پیارے نبی ہو گی
غمِ دُوری رُلاتا ہے مدینہ یاد آتا ہے	تسلّی رکھ اے دیوانے تری بھی حاضِری ہو گی
مجھے گر دید ہو جائے تو میری عید ہو جائے	ترا دیدار جب ہو گا مجھے حاصِل خوشی ہو گی

اشارے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

سبق نمبر7

گفتگو میں استعمال ہونے والے الفاظ

1	جلدی	8	کب	15	غریب
2	دیر	9	نہیں	16	قطرہ
3	اندر	10	ابھی نہیں	17	مکمل
4	باہر	11	جب	18	مشکل
5	تقدیر	12	کتنے	19	آسان
6	آہستہ	13	بہت زیادہ	20	فارغ
7	شاید	14	امیر		

رنگ برنگے مدنی پھول

عطار کا دوست و پیارا (72مدنی انعامات کے رسالے میں صفحہ نمبر24 تا26 پر وضاحت ہے پڑھ کر سنائیں)

عطار کا دوست: امیرِ اہلسنّت (دَامَت بَرَکاتُہم العالیہ) فرماتے ہیں: جو ذیل میں دیئے گئے 12 مَدَنی انعامات کی پابندی کرے وہ میرا دوست ہے۔

مدینہ 1: (دیگر فرائض وواجبات پر عمل کے ساتھ ساتھ) روزانہ پانچوں نمازیں مسجد کی پہلی صف میں تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ باجماعت ادا کرے نیز ہر بار کم از کم ایک کو اپنے ساتھ مسجد میں لے جانے کی کوشش کرے۔

مدینہ 2: روزانہ فیضانِ سنّت سے کم از کم2 درس (مسجد، گھر، دکان وغیرہ جہاں سہولت ہو) دے یا سنے۔(دو میں سے گھر کا ایک درس ضَروری ہے)

مدینہ 3: روزانہ مدرسۃ المدینہ(بالغان) میں پڑھنے پڑھانے کے ساتھ مسجد محلّہ کی عشاء کی جماعت کے وقت سے دو گھنٹے کے اندر گھر پہنچ جائے۔

مدینہ 4: روزانہ کم از کم دو اسلامی بھائیوں کو انفرادی کوشش کے ذریعے مَدَنی قافلہ و مَدَنی انعامات اور دیگر مَدَنی کاموں کی ترغیب دلائے۔

مدینہ 5: دعوتِ اسلامی کے مَدَنی کاموں(مثلاً انفرادی کوشش، درس و بیان ، مَدَنی مشورہ وغیرہ) میں روزانہ کم از کم دو گھنٹے صَرف کرے۔

مدینہ 6: روزانہ صدائے مدینہ کی ترکیب کرے۔

مدینہ 7: ہفتہ واراجتماع میں اول تا آخر شرکت مع رات اعتکاف و فجر و اشراق و

چاشت۔

مدینہ8: ہفتے میں کم از کم ایک دن علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت میں اوّل تا آخر شرکت کرے۔(تجارتی مراکز میں بروز بدھ ظہر سے قبل اوررہائشی علاقوں میں یومِ تعطیل عصر تا مغرب)

مدینہ 9: ہفتے میں کم از کم ایک اسلامی بھائی کو (جو پہلے مَدَنی ماحول میں تھے مگر اب نہیں آتے) تلاش کرکے ان کو مَدَنی ماحول سے وابستہ کرنے کی کوشش کرے (یہاں وہ مراد نہیں جن پر تنظیمی پابندی لگی ہو)

مدینہ 10: روزانہ کم از کم ایک بیان یا مَدَنی مذاکرے کی کیسٹ سُنے یامَدَنی چینل پر کم از کم 1 گھنٹہ 12منٹ نشریات دیکھے۔(امیر اہلسنّت دَامَت بَرَکاتہم العالیہ اس سے بے انتہا خوش ہوتے ہیں)

مدینہ 11: روزانہ فکرِ مدینہ کے دوران مَدَنی انعامات کا رسالہ پُر کرکے ہر مَدَنی ماہ کی پہلی جمعرات مَدَنی انعامات کے مکتب میں جمع کروادے۔

مدینہ12: ہر ماہ کم از کم 3تین دن جدول کے مطابق مَدَنی قافلے میں سفر کرے۔

زندگی میں یکمشت 12ماہ اور ہر12 ماہ میں 30دن مَدَنی قافلے میں سفر کی نیت ہو۔(دعوتِ اسلامی کی جامعات کے طلبہ مجلس کے دیئے ہوئے جدول کے مطابق سفر کریں)

عطار کا پیارا: امیرِ اہلسنّت (دَامَت بَرَکاتہم العالیہ) فرماتے ہیں: جو مذکورہ مَدَنی انعامات پر عمل کے ساتھ 72 میں سے کم از کم63 اور جامعۃ المدینہ اور مدرسۃ المدینہ کا طالبِ علم 92 میں سے کم از کم 82 مَدَنی انعامات کا عامل ہو وہ میرا پیارا ہے۔

گانا اور شاعری

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰه

فرمانِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ''جس نے مجھ پر سو مرتبہ دُرود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نفاق اور جہنّم کی آگ سے آزاد ہے اور اُسے بروزِ قیامت شُہداء کے ساتھ رکھے گا۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۲۵۳ رقم الحدیث ۱۷۲۹۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

1...سماع مجرد بے امیز(آلات موسیقی کے بغیر محض سماع)اس کی چند صورتیں ہیں: اوّل رنڈیوں'ڈومنیوں' محل فتنہ امردوں کا گانا۔دوم جو چیز گائی جائے معصیت پر مشتمل ہو'مثلاً فحش یا کذب یا کسی مسلمان یا ذمی کی ہجو یا شراب وزنا وغیرہ فسقیات کی ترغیب یا کسی زندہ عورت خواہ امرد کی بالیقین تعریف حسن یا کسی مُعیَّن عورت کا اگرچہ مردہ ہو ایسا ذکر جس سے اس کے اقارب احباب کو حیا و عار آئے۔سوم بطور لہو ولعب سنا جائے اگرچہ اس میں کوئی ذکر مذموم نہ ہو' تینوں صورتیں ممنوع ہیں (آخری دو بلحاظ ذات اور پہلی درحقیقت ذریعہ ہے) ایسا ہی گانا لَهْوُ الْحَدِیْث ہے اس کی تحریم میں اور کچھ نہ ہو تو صرف حدیث كُلُّ لَعِبِ ابْنِ اٰدَمَ حَرَامٌ اِلَّا ثَلَاثَۃٌ آدم کا ہر کھیل حرام ہے سوائے تین کھیلوں کے۔[(سنن الترمذی کتاب الجہاد' باب ماجاء فی فضل الرمی فی سبیل

اللہ ۳/ ۷ ۲۳، الحدیث : ۱۶۴۳، مفہومًا) کافی ہے۔ان کے علاوہ وہ گانا جس میں نہ مزامیر ہوں نہ گانے والے محل فتنہ، نہ لہوولعب مقصود نہ کوئی ناجائز کلام گائیں بلکہ سادے عاشقانہ گیت، غزلیں، ذکر باغ وبہار وخط وخال ورُخ وزُلف وحسن وعشق وہجرووصل ووفائے عشاق وجفائے معشوق وغیرہا امور عشق وتغزّل پر مشتمل سنے جائیں تو فُسّاق وفُجّار واہل شہوات دنیّہ کو اس سے بھی روکا جائے گا اور اہل اللہ کے حق میں یقیناً جائز بلکہ مستحب کہئے تو دور نہیں گانا کوئی نئی چیز پیدا نہیں کرتا بلکہ دبی بات کو ابھارتا ہے جب دل میں بری خواہشیں بیہودہ آلائشیں ہوں تو انہیں کو ترقی دے گا اور جو پاک مبارک سُتھرے دل شہوات سے خالی اور محبتِ خدا اور سول سے مملو (پر) ہیں ان کے اس شوق محمود وعشق مسعود کو افزائش دے گا ان بندگان خدا کے حق میں اسے ایک عظیم دینی کام ٹھہرانا کچھ بے جا نہیں۔یہ اس چیز کا بیان تھا جسے عرف میں گانا کہتے ہیں اور اگر اشعار حمد ونعت ومنقبت ووعظ وپند واذکر آخرت بوڑھے یا جوان مرد خوش الحانی سے پڑھیں اور بہ نیت نیک سنے جائیں کہ اسے عرف میں گانا نہیں بلکہ پڑھنا کہتے ہیں تو اس کے منع پر تو شرع سے اصلاً دلیل نہیں، حضور پر نور سیّدِ عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا (حضرت سیّدُنا) حسان بن ثابت انصاری رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کے لئے خاص مسجد اقدس میں منبر رکھنا اور ان کا اس پر کھڑے ہو کر نعت اقدس سنانا اور حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم وصحابہ کرام (عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان) کا استماع فرمانا (سننا) خود حدیث صحیح بخاری شریف سے واضح (ثابت) ہے۔ (فتاوی رضویہ "مخرَّجہ"، ۲۴/ ۸۳ تا ۸۵، ملتقطاً)

نوٹ : سماع وغنا سے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ (مخرَّجہ) جلد 22، صفحہ 543 تا 562 اور جلد 24، صفحہ 124 تا 126 اور 145 تا 162 کا مطالعہ کیجئے!

یہاں حلال اور حرام گانے کی تعریف ڈالنی ہے ہم سَماع کے بیان میں ذکر کر چکے کہ کون سا گانا حرام ہے اور کون سا حلال ہے، لہٰذا ہم اسے دوبارہ ذکر نہیں کریں گے۔ جہاں تک شاعری کی بات ہے تو کلام

اگر اچھا ہو تو اچھا ہے اور برا ہو تو برا ہے البتہ عبادت وغیرہ چھوڑ کر اسی میں لگے رہنا قابل مذمت ہے۔

حضور نبیِّ رحمت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: لَاَنْ یَّمْتَلِیَٔ جَوْفُ اَحَدِکُمْ قَیْحًا حَتّٰی یَرِیَہٗ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّمْتَلِیَٔ شِعْرًا یعنی تم میں سے کسی کے پیٹ کا پیپ سے بھر کر خراب ہو جانا اس سے بہتر ہے کہ وہ شعر سے بھرا ہوا ہو۔

حضرت سیِّدُنا مَسروق رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے شعر کے ایک مصرعہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے اسے ناپسند کیا۔ آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو ارشاد فرمایا: مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میرے نامۂ اعمال میں کوئی شعر پایا جائے۔

کسی بزرگ سے شعر کے بارے میں پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا: اس کی جگہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کیا کرو کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر شعر سے بہتر ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ شعر کہنا اور اسے مرتب کرنا حرام نہیں ہے جبکہ اس میں ناپسندیدہ کلام نہ ہو۔ چنانچہ '

بعض اشعار حکمت پر مبنی ہوتے ہیں:

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً یعنی بعض اشعار حکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔

البتہ شعر سے مقصود تعریف، مذمت اور عشقیہ اَوصاف کا ذکر ہوتا ہے تو اس میں کبھی جھوٹ بھی داخل ہو جاتا ہے۔

مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا حَسّان بن ثابِت اَنصاری رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ کو کفار کی ہَجْو و مذمت میں اشعار کہنے کا حکم دیا۔

تعریف میں مبالغہ کرنا اگرچہ یہ جھوٹ ہے لیکن حرام ہونے کے مُعاملے میں یہ جھوٹ سے منسلک نہیں ہوگا جیسا کہ شاعر کا یہ کہنا:

وَلَوْلَمْ یَکُنْ فِیْ کَفِّهٖ غَیْرُ رُوْحِهٖ　　لَجَادَ بِهَا فَلْیَتَّقِ اللهَ سَائِلُهٗ

ترجمہ: اگراس کے پاس روح کے علاوہ کچھ نہ ہوتا تو وہ اسے ہی لٹا دیتا تو مانگنے والے کو بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنا چاہیئے۔

اس شعر میں سخاوت کے انتہائی درجہ کو بیان کرنا مقصود ہے تو شعر میں جس کی تعریف کی گئی ہے اگر وہ سخی نہیں ہے تو شاعر جھوٹا ہوگا اور اگر وہ سخی ہے تو مُبالَغہ فَنِّ شعری سے ہے اور اس سے مقصود یہ نہیں ہو تا کہ وہ اس صورت کو سچ سمجھتا ہے۔ حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے کئی اشعار پڑھے گئے اگر تلاش کیا جائے تو ان میں بھی اس قسم کی باتیں ملیں گی لیکن آپ نے اس سے منع نہیں فرمایا۔

شعر زبان پر چیونٹیوں کی طرح رینگتے ہیں:

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غزوۂ حُنَیْن کے دن جب مالِ غنیمت تقسیم فرمایا تو حضرت عباس بن مِرداس رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ کو چار اونٹنیاں دینے کا حکم فرمایا تو وہ اپنے اشعار میں اس کا شکوہ کرتے ہوئے چلے گئے، ان کے اشعار کے آخر میں یہ تھا:

وَمَا كَانَ بَدْرٌ وَلَا حَابِسٌ　　يَفُوْقَانِ مِرْدَاسَ فِي الْمَجْمَعِ

وَمَا كُنْتُ دُوْنَ امْرِئٍ مِنْهُمَا　　وَمَنْ تَخْفِضِ الْيَوْمَ لَا يُرْفَعِ

ترجمہ: بدر اور حابس معرکہ میں مرداس سے فوقیت نہیں رکھتے اور میں ان دونوں سے کسی طرح کم نہیں ہوں اور جو آج پست ہوا وہ پھر بلند نہیں ہوگا۔

آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ان کی زبان کو مجھ سے روک لو (یعنی انہیں خوش کر دو تاکہ یہ خاموش ہو جائیں) [1] یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنۡہُ ان کو لے گئے حتّٰی کہ انہوں نے 100 اونٹ پسند کئے پھر جب لوٹے تو لوگوں میں سب سے زیادہ خوش تھے ۔سرکار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان سے ارشاد فرمایا: کیا میرے بارے میں شعر کہتے ہو؟ تو وہ معذرت کرنے لگے اور عرض کرنے لگے : میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں شعر کو اپنی زبان پر چیونٹیوں کی طرح رینگتا پاتا ہوں پھر وہ مجھے ایسے کاٹتے ہیں جیسے چیونٹی کاٹتی ہے' لہٰذا میں شعر کہنے سے چھٹکارا نہیں پاسکتا۔ تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسکرا دیئے اور ارشاد فرمایا: عرب شعر کو نہیں چھوڑیں گے حتّٰی کہ اونٹ بلبلانا چھوڑ دیں۔

مَذاق مَسخَری

یہ بھی حرام ہے جبکہ اس سے تکلیف پہنچے جیسا کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے :

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ ﴿پ۲۶، الحجرات: ۱۱﴾

کنز الایمان: اے ایمان والو نہ مرد مردوں سے ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے' دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں۔

مذاق کی تعریف:

مذاق کا مطلب ہے: دوسرے کو حقیر اور کمتر سمجھتے ہوئے اس کے عُیُوب ونَقائص کو اس طور پر ذکر کرنا جس سے ہنسی آئے اور یہ کبھی قول وفعل کی نقل اتارنے کے ذریعے ہوتا ہے اور کبھی اشارے کے ساتھ۔ جس کا

1...تاریخ مدینہ دمشق، الرقم: ۳۱۲۱، عباس بن مرداس، ۲۶/ ۴۱۵

مذاق اڑایا جارہا ہے اگر وہ موجود ہو تو اِسے غیبت کاحکم تو نہیں دیں گے لیکن اس میں غیبت کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔

کثیر دنیا مل جائے پھر بھی نقل اتارنا پسند نہیں:

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: میں نے کسی کی نقل اتاری تو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: بخدا! مجھے یہ پسند نہیں کہ میں کسی کی نقل اتاروں اور مجھے اس کے سبب کثیر دنیا مل جائے۔[2]

لوگوں پر ہنسنا گناہ میں داخل ہے:

ارشادِ ربی تعالیٰ ہے:

یٰوَیْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّ لَا كَبِیْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَا (پ۱۵، الکھف:۴۹)

کنز الایمان: ہائے خرابی ہماری اس نوِشتہ (تحریر) کو کیا ہوا نہ اس نے کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا جسے گھیر نہ لیا ہو۔

حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُمَا اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: یہاں چھوٹے گناہ سے مراد کسی مومن کے ساتھ مذاق کرکے مسکرانا ہے اور بڑے گناہ سے مراد اس پر قہقہہ لگانا ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ لوگوں پر ہنسنا گناہ میں داخل ہے۔

ریح خارج ہونے پر ہنسنا:

حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن زَمعہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خطبہ دیتے ہوئے سنا، آپ لوگوں کو (یعنی آواز کے ساتھ ریح خارج ہونے) پر ہنسنے کے

2...سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی الغیبة، ۴/۳۵۳، حدیث: ۴۸۷۵

بارے میں نصیحت کرتے ہوئے فرمارہے تھے: تم میں سے کوئی شخص اس بات پر کیوں ہنستا ہے جسے وہ خود کرتا ہے۔(3)

مذاق کرنے والے کا انجام:

حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبرصَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کے ساتھ ہنسی مذاق کرنے والوں میں سے ایک کے لئے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا: آجاؤ! آجاؤ! وہ دکھ درد میں مبتلا آئے گا، جب دروازے کے پاس پہنچے گا تو وہ بند کر دیا جائے گا پھر اس کے لیے دوسرا دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا: آجاؤ! آجاؤ! وہ تکلیف اور غم کی حالت میں آئے گا جب دروازے کے پاس پہنچے گا تو اسے بند کر دیا جائے گا اسی طرح ہوتا رہے گا یہاں تک کہ اس کے لئے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا: آؤ! آؤ! لیکن وہ (مایوس ہونے کے سبب) نہیں آئے گا۔(4)

حضرت سیِّدُنا مُعاذ بن جَبَل رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں: شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو اپنے بھائی کو کسی ایسے گناہ پر عار دلائے جس سے وہ توبہ کر چکا ہو تو وہ اس میں مبتلا ہوئے بغیر نہیں مرے گا۔(5)

یہ سب باتیں جو بیان ہوئیں ان میں دوسرے کو حقیر جاننا، اس پر ہنسنا، اسے ہلکا اور کمتر سمجھنا پایا جاتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان میں اسی پر تنبیہ کی گئی ہے:

عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّۚ (پ۲۶، الحجرات: ۱۱) ترجمۂ کنزالایمان: عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں۔

3...مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا، باب النار یدخلھا الجبارون... الخ، ۳/ ۳۷۸، حدیث: ۴۹۴۲

4...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت، ۷/ ۱۸۴، حدیث: ۲۸۷

5...سنن الترمذی، کتاب التفسیر، سورۃ والشمس وضحاھا، ۵/ ۲۲۶، حدیث: ۲۵۱۳

یعنی کسی کو چھوٹا سمجھتے ہوئے حقیر نہ جانو ہو سکتا ہے کہ وہ تم سے بہتر ہو۔

جو مذاق کئے جانے سے خوش ہوتا ہو تو...!

مذاق صرف اس شخص کے حق میں حرام ہے جسے اس سے اَذِیَّت پہنچے البتہ جو خود کو مذاق کا محل بنا لے اور اس بات سے خوش ہوتا ہو کہ اس سے مذاق کیا جائے تو اس سے مذاق کرنا مِزاح (یعنی خوش طبعی) میں شمار ہوگا اور کون سا مزاح مذموم اور کون سا قابل تعریف ہے اس کا بیان گزر چکا' لہٰذا مذاق حرام اس صورت میں ہو گا جب دوسرے کو حقیر سمجھتے ہوئے اس کا مذاق اڑایا جائے جس کے سبب اسے تکلیف ہو کیونکہ ایسی صورت میں اس کی تحقیر و تذلیل لازم آتی ہے۔ مثلاً: کسی کے بے ترتیب کلام یا اس کے بے تکے افعال پر ہنسنا' کسی کی تحریر یا اس کے پیشے پر ہنسنا یا کسی کی صورت اور خِلقَت پر ہنسنا جب وہ پستہ قد یا کسی عیب (یعنی آنکھ کی کمزوری یا لنگڑا وغیرہ ہونے) کے سبب ناقص ہو تو ان تمام باتوں پر ہنسنا ممنوع مذاق میں داخل ہے۔

رازفاش کرنا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! راز فاش کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے کیونکہ اس میں ایذا رسانی اور اپنوں اور دوستوں کے حق کو معمولی سمجھنا ہے۔

گفتگو امانت ہے:

محبوب ربِّ داور' شفیعِ روزِ محشر صَلَّى اللّٰه تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص بات کر کے اِدھر اُدھر دیکھے تو وہ بات اَمانت ہے۔[6]

آپ نے یہ بات (ادھر ادھر دیکھنے کی قید کے بغیر) مطلقاً بھی ارشاد فرمائی ہے۔ چنانچہ رسولِ اکرم' شاہِ بنی

6... سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء ان المجالس امانة، ۳/ ۳۸۶، حدیث: ۱۹۶۶

آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تمہاری باہمی گفتگو اَمانت ہے۔[7]

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: تمہارا اپنے بھائی کے راز کو بیان کرنا بھی خیانت سے ہے۔

خطا کی غلامی سے آزاد کردیا:

مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا امیر مُعاوِیہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ نے (اپنے بھتیجے) حضرت ولید بن عُتْبہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے کوئی راز کی بات کہی تو انہوں نے اپنے والد سے کہا: اے میرے والد! امیر المؤمنین نے مجھ سے ایک راز کی بات کہی ہے اور میرا نہیں خیال کہ جو بات اُنہوں نے آپ کے علاوہ کسی دوسرے پر ظاہر کی ہو وہ آپ سے چھپائیں۔ والد صاحب نے ارشاد فرمایا: مجھ سے وہ بات بیان نہ کرنا کیونکہ جو اپنے راز کو چھپاتا ہے اختیار اس کے ہاتھ میں رہتا ہے اور جو ظاہر کردیتا ہے اس کا اختیار دوسرے کے ہاتھ میں چلا جاتا ہے۔ حضرت ولید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: اے میرے والد! کیا باپ اور بیٹے کے درمیان بھی یہی معاملہ ہے؟ فرمایا: اے میرے بیٹے! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! نہیں۔ لیکن مجھے یہ پسند ہے کہ تم راز کو ظاہر کرکے اپنی زبان کو بے وُقعت نہ کرو۔ ولید کہتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس آیا اور ان کو تمام بات بتائی تو آپ نے ارشاد فرمایا: تمہارے والد نے تمہیں خطا کی غلامی سے آزاد کردیا۔

تو راز فاش کرنا خیانت ہے اور جب اس میں ایذا رسانی ہو تو حرام ہے اگر ایذا رسانی نہ ہو تو کمینگی ہے۔ ہم راز چھپانے کے متعلق ہم نشینی کے آداب میں کلام کرچکے ہیں، لہٰذا دوبارہ ذکر کرنے کی حاجت نہیں۔

7...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت، ۷/ ۲۴۴، حدیث: ۴۰۶

جھوٹا وعدہ

بے شک زبان وعدہ کرنے میں بہت زیادہ سبقت کرتی ہے پھر بعض اوقات نفس اس کو پورا نہیں کرتا تو یوں وعدہ خلافی ہو جاتی ہے اور یہ نِفاق کی علامات میں سے ہے۔اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے :

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ کنز الایمان: اے ایمان والو اپنے قول(عہد) پورے کرو۔ (پ۶، المآئدہ:۱)

سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اَلْعِدَۃُ عَطِیَّۃٌ یعنی وعدہ کرنا عطیہ ہے۔[8] (یعنی جس طرح عطیہ دے کر واپس لینا مناسب نہیں ہے اسی طرح وعدہ کر کے بھی اس کا خلاف نہیں کرنا چاہیے)

وعدہ قرض سے بھی سخت تر ہے:

مصطفٰے جانِ رحمت، شمع بزم ہدایت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اَلْوَأْیُ مِثْلُ الدَّیْنِ اَوْ اَفْضَلُ وعدہ قرض کی مثل ہے بلکہ اس سے بھی سخت تر ہے۔[9]

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی کتاب عزیز میں حضرت سیِّدُنا اسماعیل عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ (پ۱۶، مریم:۵۴) ۔ کنز الایمان: بے شک وہ وعدے کا سچا تھا

22دن تک منتظر رہے:

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا اسماعیل ذَبِیْحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے کسی شخص سے ایک جگہ کا وعدہ

8...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت، ۷/۲۶۷، حدیث:۴۵۶

9...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت، ۷/۲۶۸، حدیث:۴۵۷

فرمایا تو وہ شخص وہاں نہیں آیا بلکہ بھول گیا تو آپ بائیس دن تک اس جگہ پر اس کے انتظار میں ٹھہرے رہے۔

بیٹی کا نکاح کر دیا:

حضرت سَیِّدُنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو ارشاد فرمایا: ایک قریشی شخص نے مجھ سے میری بیٹی کا ہاتھ مانگا تھا اور میں نے اس سے مُبْہَم سا وعدہ کیا تھا۔ بخدا! میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے نِفاق کی تیسری علامت کے ساتھ ملاقات نہیں کرنا چاہتا، میں تم سب کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح اس شخص سے کر دیا۔

تین دن تک انتظار کرتے رہے:

حضرت سَیِّدُنا عبداللہ بن ابوالحَمْسَاء رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نے حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے آپ کی بعثت سے پہلے کوئی چیز خریدی جس کا کچھ بقایا رہ گیا، میں نے وعدہ کیا کہ اسی جگہ آپ کے پاس لے کر حاضر ہوتا ہوں لیکن میں اس دن بھول گیا اور اس کے اگلے دن بھی مجھے خیال نہ آیا پھر میں تیسرے دن آپ کے پاس آیا تو آپ اسی جگہ موجود تھے اور ارشاد فرمایا: اے نوجوان! تم نے مجھے مشقت میں ڈال دیا میں یہاں تین دن سے تمہارا مُنْتَظِر ہوں۔[10]

حضرت سَیِّدُنا ابراہیم نَخَعِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے پوچھا گیا: ایک شخص کسی سے مقررہ وقت پر آنے کا وعدہ کرے پھر نہ آئے (تو اس کا کتنی دیر انتظار کیا جائے؟) ارشاد فرمایا: آئندہ نماز کا وقت داخل ہونے تک اس کا انتظار کرے۔

پیارے مصطفٰے صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب کسی سے وعدہ فرماتے تو لفظ "عَسٰی" (یعنی امید ہے) فرماتے۔

حضرت سَیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ جب بھی وعدہ کرتے تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتے۔

10...سنن ابی داود، کتاب الادب فی العدۃ، ۴/۳۸۸، حدیث: ۴۹۹۶

اور یہی (یعنی اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کہنا) زیادہ مناسب ہے۔ پھر اس کے ساتھ جب وعدہ میں جَزم (یعنی پختگی) سمجھا جائے تو اسے پورا کرنا ضروری ہے سوائے یہ کہ (کسی سبب سے) اسے پورا کرنا مشکل ہو۔ اگر وعدے کے وقت اس بات کا عزم ہو کہ اسے پورا نہیں کرے گا تو یہ نفاق ہے۔

منافق کی علامات:

حضرت سیّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ ابدِ قرار، دوعالَم کے مالک و مختار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تین عادتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں ہوں وہ منافق ہے اگرچہ روزہ رکھے، نماز پڑھے اور یہ گمان کرے کہ وہ مسلمان ہے: (۱)...بات کرے تو جھوٹ بولے (۲)...وعدہ کرے تو پورا نہ کرے اور (۳)...امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے۔[11]

حضرت سیّدُنا عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا بیان کرتے ہیں کہ حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: چار عادتیں جس شخص میں ہوں وہ منافق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک ہو اس میں نِفاق کی ایک عادت ہے حتّٰی کہ اسے چھوڑ دے: (۱)...بات کرے تو جھوٹ بولے (۲)...وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے (۳)...عہد کرے تو عہد شکنی کرے اور (۴)...جھگڑا کرے تو گالم گلوچ کرے۔[12]

حدیث کا مصداق:

حدیث میں وعدہ خلافی کا مصداق وہ شخص ہے جس کا عَزم یہ ہو کہ وہ وعدہ پورا نہیں کرے گا یا وہ جو بغیر کسی عذر کے وعدہ پورا نہ کرے۔ رہا وہ شخص جس کا وعدہ پورا کرنے کا عزم ہو پھر اسے کوئی ایسا عذر پیش آجائے جو اسے وعدہ پورا کرنے سے روک دے تو وہ منافق نہیں ہوگا اگرچہ یہ بھی صورتاً نفاق ہے جس

11...الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الایمان، باب ماجاء فی الشرک والنفاق، ۱/۲۳۷، حدیث: ۲۵۷

12...سنن النسائی، کتاب الایمان وشرائعہ، باب علامۃ المنافق، ص ۸۰۴، حدیث: ۵۰۳۰

سے ایسے ہی بچنا چاہئے جیسے حقیقی نفاق سے بچا جاتا ہے اور معقول عذر کے بغیر خود کو معذور نہیں سمجھنا چاہئے۔

ایفائے عہد کو صاحبزادی پر ترجیح دی:

مروی ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا ابوالہیثم مالک بن تیہان رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے ایک خادِم کا وعدہ فرمایا تھا[13] ۔ پس تین قیدی آئے تو آپ نے دو کچھ لوگوں کو عطا کر دیئے اور ایک باقی رہ گیا۔ خاتونِ جنّت حضرت سیّدتُنا فاطمہ زہرا رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا حاضر ہوئیں، آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے خادم مانگا اور عرض کیا: کیا آپ میرے ہاتھوں پر چکی کے نشانات ملاحظہ نہیں فرما رہے ہیں؟ آپ کو حضرت ابُوالہَیثَم رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے کیا ہوا وعدہ یاد آگیا تو آپ فرمانے لگے: میرا ابوالہیثم سے کیا ہوا وعدہ کیسے پورا ہو گا؟ چنانچہ آپ نے خاتونِ جنّت رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا پر حضرت ابوالہیثم رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کو ترجیح دی کیونکہ آپ ان سے وعدہ کر چکے تھے حالانکہ حضرت خاتونِ جنّت رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا اپنے کمزور ہاتھوں سے چکی پیستی تھیں۔

80 بھیڑیں اور چرواہا:

تاجدارِ رِسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غزوۂ حُنَین کے موقع پر قبیلہ ہَوازِن سے حاصل شدہ مالِ غنیمت تقسیم فرمارہے تھے۔ لوگوں میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا۔ ارشاد فرمایا: تم سچ کہتے ہو تم جو چاہو مانگو۔ اس نے عرض کی: 80 بھیڑیں اور ایک چرواہا چاہتا ہوں۔ ارشاد فرمایا: تمہارے لئے اسی قدر ہے اور تم نے تھوڑا مانگا ہے جبکہ حضرت موسٰی عَلَیْہِ السَّلَام کے زمانہ کی وہ (بوڑھی) عورت جس نے حضرت یُوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کے جِسم

13... سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب ما جاء فی معیشۃ اصحاب النبی، ۴/ ۱۶۳، حدیث: ۲۳۷۶

اَطْہَر کا پتا دیا تھا وہ تم سے زیادہ عقل مند اور دانا تھی۔ جب حضرت موسیٰ عَلَیۡہِ السَّلَام نے اس کو اختیار دیا تو اس نے عرض کی: میں دوبارہ جوان ہو کر آپ کے ساتھ جنت میں داخل ہونا چاہتی ہوں۔[14]

منقول ہے کہ لوگوں کو اس شخص کا مانگنا اتنا کم معلوم ہوا کہ اس کا مانگنا ضربُ المَثَل بن گیا' چنانچہ کہا جانے لگا: فلاں شخص 80 بھیڑوں اور چرواہے والے سے بھی زیادہ کم سوچ کا حامل ہے۔

رسولِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ایک شخص کسی سے وعدہ کرے اور اس کی نیت پورا کرنے کی ہو تو یہ وعدہ خلافی نہیں۔

ایک دوسری روایت میں یہ ہے: جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی سے وعدہ کرے حالانکہ اس کی نیت پورا کرنے کی ہو لیکن (کسی سبب سے) وہ پورا نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔[15]

14... الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الورع والتوکل، ۲/ ۵۳، حدیث: ۷۲۱ بتغیر

15... سنن الترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فی علامۃ المنافق، ۴/ ۲۸۷، حدیث: ۲۶۴۲

تصورِ مرشد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ''جس نے مجھ پر سو مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نِفاق اور جہنَّم کی آگ سے آزاد ہے اور اُسے بروزِ قیامت شُہَداء کے ساتھ رکھے گا۔ (مجمع الزوائد ج۱۰ ص۲۵۳ رقم الحدیث ۱۷۲۹۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مَحَبَّتِ مرشِد

الشیخ المواہب سَیِّدُنا امام عبدالوہاب شَعرانی علیہ الرحمۃ اپنی مشہور زمانہ تصنیف اَلْاَنْوَارُ الْقُدْسِیَّۃِ فِیْ مَعْرِفَۃِ قَوَاعِدِ الصُّوْفِیَّۃِ میں ارشاد فرماتے ہیں۔اے میرے بھائی! تو جان لے کہ مرشد کے اَدَب کا اعلیٰ حصہ مرشِد کی مَحبت ہی ہے۔جس مرید نے اپنے مرشِد سے کامل مَحبت نہ رکھی۔بایں طور کہ مرشِد کو اپنی تمام خواہشات پر ترجیح نہ دی تو وہ مرید اس راہ میں کامیاب نہ ہوگا۔کیونکہ مرشِد کی مَحبت کی مثال سیڑھی کی سی ہے۔مرید اس کے ذریعے ہی سے چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ کو پہنچتا ہے۔اور جس نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم جو کہ بندوں کو حق سے ملا دینے والے ہیں۔اگر ان سے مَحبت نہ رکھی تو وہ منافق جہنَّم کے نچلے طبقے میں ہوگا۔

جب تو نے اس بات کو جان لیا لہٰذا اب تو اپنے مشائخ کے محبین (یعنی اپنے سلسلے کے بُزرگوں سے محبّت رکھنے والوں) کے بعض اَوصاف سے اپنی ذات کا ا زمالے (یعنی فکرِمدینہ کرتے ہوئے تو اپنا محاسبہ کر) اور اپنی سچی اور جھوٹی مَحبّت میں فرق کرلے۔

اب میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں کہ تمام اَہلِ طریقت نے اتفاق کیا ہے کہ مَحبّتِ مرشِد میں صادق مرید کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ تمام گناہوں سے توبہ کرے اور تمام عیبوں سے پاکیزگی اختیار کرے۔

کیونکہ جو مرید گناہوں سے ا لودہ ہو کر اپنے مرشِد کی مَحبّت کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے۔ جیسا کہ اس کو اپنے مرشِد سے مَحبّت نہیں تو اسی طرح مرشِد کو بھی اس سے مَحبّت نہیں۔ جب مرشِد کو اس سے مَحبّت نہیں تو (گویا) اللہ عَزَّوَجَلَّ کو بھی اس سے مَحبّت نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرا ن مجید میں ارشاد فرمایا۔

ۚ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (پ ۷، سورۃ المائدۃ : ۹۳)

(ترجمہ قرا ن کنزالایمان) اور اللہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوا، ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ O (پ ۱۰، سورۃ توبہ : ۴)

(ترجمہ قرا ن کنزالایمان) بے شک اللہ پرہیز گاروں کو دوست رکھتا ہے۔

مَحبتِ مرشِد کی بَرَکات سے گناہوں سے بچتے ہوئے نیکیاں کرنے والے اطاعت گزار، متقی وپرہیز گار، عاشقانِ رسول جنہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنا دوست ارشاد فرمایا، اطاعتِ الٰہی کی وہ بَرَکتیں پاتے ہیں کہ نہ صرف انسان بلکہ جنّات بھی ان کی خبر داری کرتے ہیں۔ ا فات و بلیّات و شریر جنّات کے شَر سے نہ صرف خود بلکہ ان کے اَہل وعِیال بھی محفوظ کردیئے جاتے ہیں۔

مرشِدکامل کے نعلین کا اَدَب

حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ کو اپنے مرشِد سے نہ صرف عقیدت و مَحبّت تھی، بلکہ کمال دَرَجہ کا عشق بھی تھا۔اس کی ایک نادر مثال یہ ہے کہ ایک دفعہ کسی درویش نے خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کی خدمت میں آکر سُوال کیا۔

اتفاق سے لنگر خانے میں کوئی ایسی چیز موجود نہ تھی جو اسے دی جاتی۔خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے درویش سے کہا کہ اتفاق سے آج کوئی شے نہیں آئی۔البتہ کل کی فتوح تمہیں دیدی جائے گی، مگر دوسرے دن بھی کوئی شے انہ آئی۔ تب خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے پاؤں سے نعلین شریف(یعنی جوتیاں) اتار کر درویش کو دے دیں اور رخصت کیا۔

مرشِد کی خوشبواتفاق سے اس وقت امیر خسرو علیہ الرحمۃ بادشاہ کے ساتھ کہیں جارہے تھے۔راستہ میں وہی درویش مل گیا۔آپ علیہ الرحمۃ کو جب پتا چلا کہ یہ شہرِ مرشِد سے آرہا ہے تو آپ نے درویش سے اپنے پیرو مرشِد (حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ) کی خبر پوچھی۔جب درویش گفتگو کرنے لگا تو امیر خسرو علیہ الرحمۃ بے ساختہ بول اٹھے۔مجھے اپنے پیر روشن ضمیر کی خوشبو آرہی ہے۔شاید ان کی کوئی نشانی تیرے پاس ہے۔درویش نے یہ سن کر خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی نعلین شریف سامنے کر دی اور کہا یہ مجھے عنایت کی گئی ہیں۔

نعلین شریف امیر خسرو علیہ الرحمۃ اپنے مرشِد کامل کے نعلین شریف دیکھ کر بے تاب ہوگئے او ر درویش سے کہا کیا تم انہیں فروخت کرنے کو تیار ہو۔درویش آمادہ ہوگیا۔

امیر خسرو علیہ الرحمۃ کے پاس اس وقت پانچ لاکھ نقرئی ٹنکے تھے۔جو سلطان نے دیئے تھے۔آپ نے وہ سب کے سب درویش کو دے کر اپنے مرشِد کامل کے نعلین شریف لے لئے۔او ر اپنے سر پر رکھ کر چل پڑے۔

پھر مرشِد کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ "درویش نے نعلین کے بدلے میں پانچ لاکھ پر ہی اکتفا کر لیا۔ ورنہ وہ ان نعلین شریف کے بدلہ میں میری جان بھی مانگتا تو بھی میں دینے سے دریغ نہ کرتا۔(انوار الاصفیاء ص ۳۳۵)

ایسا غم دے مجھے ہوش بھی نہ رہے مست ا پنا بنا میرے مرشِد پیا

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفِرت ہو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب صلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

منقبت:

حال بے حال ہے میرا مرشد

حال بے حال ہے میرا مرشد	بندہ مشکل میں ہے ترا مرشد
اس سے پہلے بھی تو سنبھالا ہے	پھر سہارا ہو میں گرا مرشد
میں بھی نظریں جھکالوں کم بولوں	بد نگاہی سے جاں چھڑا مرشد
ترے جتنے ہیں اور ہونگے جو	ان سبھی سے ہوں میں برا مرش
میں برا ہوں مگر یہ ڈھارس ہے	جیسا ہوں میں ہوں ترا مرشد
ا ٓخری وقت ہے مگر پھر بھی	زور عصیاں کا ہے بڑھا مرشد
تری شفقت کہ مجھے سا گندا بھی	ترے قدموں میں ہے ترا مرشد